العصر ریسرچ جرنل

AL-ASR Research Journal

Publisher: Al-Asr Research Centre, Punjab Pakistan

E-ISSN 2708-2566 P-ISSN2708-8786

Vol.02, Issue 04 (October-December) 2022

HEC Category "Y"

https://alasr.com.pk/ojs3308/index.php/alasar/index

Title Detail

Urdu/Arabic: اکرم التفاسیر (محمد اکرم اعوان) میں مباحثِ سیرت

English:

Interpretation of Seerah in Akram-al-Tafasir (Muhammad Akram Awan)

Author Detail

1. Hafiza Maryam

M. Phil Scholar

Government College Women University, Faisalabad

Email: hafizamaryam1998@gmail.com

2. Mrs. Shazia

Assistant Professor, Incharge, Department of Islamic Studies

Government College Women University, Faisalabad

Email: shazia.adnan81@gmail.com

How to cite:

Hafiza Maryam, and Mrs. Shazia. 2022. " اکرم التفاسیر (محمد اکرم اعوان) میں مباحثِ سیرت: Interpretation of Seerah in Akram-Al-Tafasir (Muhammad Akram Awan)". AL- ASAR Islamic Research Journal 2 (4). https://alasr.com.pk/ojs3308/index.php/alasar/article/view/52.

Copyright Notice:

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 3.0 License.

اکرم التفاسیر (محمد اکرم اعوان) میں مباحثِ سیرت

Interpretation of Seerah in Akram-al-Tafasir (Muhammad Akram Awan)

1. Hafiza Maryam
M. Phil Scholar
Government College Women University, Faisalabad
Email: hafizamaryam1998@gmail.com

2. Mrs. Shazia
Assistant Professor, Incharge, Department of Islamic Studies
Government College Women University, Faisalabad
Email: shazia.adnan81@gmail.com

Abstract

Acquiring the knowledge of Seerah is a must for every Muslim, in fact, it is highly justifiable to say that a Muslim's life is incomplete without the knowledge of Quranic interpretation and Seerah. A man can easily understand and follow the commands of the Lord by this knowledge. Along with many other interpreters, Muhammad Akram Awan has also participated in this noble cause by writing Akram-al-Tafasir. He has tried to explain the life of Hazrat Muhammad (SAW) in the light of the Holy Quran in a very comprehensive and understandable way. In his Tafsir (Akram-al-Tafasir), he has described many aspects of Holy Prophet's (SAW) life such as Nazool-e-Wahi, Dawat-e-Deen, Hijrat-e-Madina, Tahveel-e-Qibla, Ghazwat, Waqia Ifaq, Bait-e-rizwan, Sulah Hudabia, Fatah Makkah and Wasal-e-Nabvi (SAW). Indeed, this tasfir is easily understandable”.

Keywords : Quranic Interpretation, Muhammad Akram Awan, Seerah, Akram-al-Tafasir ,Hazrat Muhammad (SAW)

محمد اکرم اعوان اور "اکرم التفاسیر "کا تعارف

تعارف: محمد اکرم اعوان

محمد اکرم اعوان مفسر، محقق، ادیب، صوفی شاعر، حکیم اور مذہبی پیشوا ہیں۔ آپ بہت سی انسانی فلاحی فاؤنڈیشنز کے بانی بھی ہیں۔ آپ نے سہ لسانی زبانوں میں تفاسیر (اکرم التفاسیر، اسرار التنزیل، رب دیاں گلاں) لکھیں۔

ا: اسم

مولانا محمد اکرم اعوان کا اصل نام محمد اکرم ہے اعوان خاندان کے فرزند ہونے کی بناء پر اعوان کہلاتے ہیں۔ آپ کا تعلق سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ سے ہے۔ مولانا امیر محمد اکرم اعون کا شمار ملک کے معروف

اور جید علماء میں ہوتا تھا۔ آپ مفسر قرآن، سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے شیخ اور تنظیم الاخوان کے امیر کی حیثیت سے کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ [1]

ب: ولادت

محمد اکرم اعوان کی پیدائش ۳۱ دسمبر ۱۹۳۴ء کو ضلع چکوال کے علاقہ ونہار کے ایک عظیم علمی عسکری خاندان میں ہوئی۔ آپ کا بچپن اپنے آبائی گاؤں سیتھی میں بسر ہوا۔ [2]

ج: تعلیم و تدریس

محمد اکرم اعوان نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں سیتھی میں ہی حاصل کی۔ سیتھی سکول سے پرائمری تک تعلیم حاصل کی پھر مڈل سکول نور پور سے مڈل کیا۔ بوچھال گورنمنٹ سکول سے میٹرک پاس کیا۔ میٹرک میں آپ نے بہت اچھے نمبر لیے۔ [3]

پھر گونمنٹ کالج چکوال میں داخلہ لیا۔ ایف۔ اے میں تھے جب خاندانی جھگڑوں اور قبائلی لڑائیوں میں نانا جان قتل ہو گئے۔ [4] پھر پڑھائی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ نانا جان کے قتل کے بعد خاندان کی ذمہ داری آپ کے کاندھوں پر آپڑی۔ کچھ سالوں بعد تعلیمی سلسلہ بحال ہوا جب آپ ایک ٹیچنگ کورس میں داخلہ لے کر لالہ موسیٰ چلے گئے۔ پوری دلجمعی سے کورس کیا اور قریبی گاؤں کے سکول میں بطور استاد تعیناتی ہو گئی۔ کتاب اور حرف سے ٹوٹا ہوا رشتہ پھر استوار ہو گیا۔ [5]

د: تصوف کی طرف میلان

مروجہ علوم کی تحصیل کے بعد آپؒ تصوف و سلوک کی طرف مائل ہوئے اور ۱۹۶۸ء میں قلزم فیوضات حضرت مولانا اللہ یار خانؒ کے خصائص گوناگوں سے متاثر ہو کر آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ [6]

آپ نے اعلیٰ حضرتؒ کی صحبت میں رہ کر ظاہری و باطنی علوم کی تربیت حاصل کی۔ آپ اپنے شیخ المکرم کے سفر و حضر کے ساتھی رہے۔ اعلیٰ حضرتؒ کے تمام تبلیغی دوروں اور مناظرانہ جلسوں میں آپ کو ہمرکابی کا شرف حاصل رہا۔ آپ نے اعلیٰ حضرتؒ کے گرد فرداً فرداً حاضر ہونے والے احباب کو اکھٹا کر کے

ایک جماعت کی شکل دی اور اسے منظم و مرتب کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اعلیٰ حضرتؒ آپ کو اپنی جماعت کا جرنیل قرار دیا کرتے تھے۔

۱۸ اگست ۱۹۸۲ء کو مولانا اللہ یار خان نے آپ کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔ اپنے شیخ حضرت مولانا اللہ یار خانؒ کی وفات کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق ۱۹۸۴ء میں مولانا محمد اکرم اعوان شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے منصب پر فائز ہوئے۔ تب سے محمد اکرم اعوان برکات نبوت ﷺ کی بے مثل میراث اپنی اصل اور خالص شکل میں اس کے حقیقی ورثاء یعنی عامتہ المسلمین تک پہنچانے میں ہمہ وقت کوشاں رہے۔ آپ کے سوزِ دل اور محنت مشاقہ نے تقسیم برکات کی وہ مبارک فضا پیدا کر دی جس سے قرون اولی کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ (7)

ہ: وفات

مولانا محمد اکرم اعوان نے ۱۹ ربیع الاول ۱۴۳۹ھ بمطابق ۷ دسمبر ۲۰۱۷ء کو ۸۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

اللہ کریم حضرت شیخ المکرمؒ کی جملہ دینی خدمات کو شرفِ قبولیت سے نوازیں اور انہیں آپؒ کے لیے ترقی درجات کا سبب بنائیں۔ آمین (8)

و: تصانیف

مولانا اکرم اعوان ۴۰ سے زائد کتب کے مصنف ہیں۔ جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں (9)

اکرم التفاسیر، اسرار التنزیل، غبار راہ، رموز دل، نقوش، ارشاد السالکین، اسرار و قلوب، گرد سفر، متاع فقیر، کنز الطالبین۔

اکرم التفاسیر (محمد اکرم اعوان)

اکرم التفاسیر اردو زبان میں ہے۔ محمد اکرم اعوان نے اکرم التفاسیر کو ۱۲ سال (۲۰۱۶ء۔ ۲۰۰۵ء) کی مدت میں مکمل کیا۔ مولانا محمد اکرم اعوان فرماتے ہیں کہ میری عادت ہے کہ ہمیشہ قرآن ہی بیان کرتا ہوں۔ تو ہم ہر جمعہ پر آتے، کوئی تیاری نہیں ہوتی، کوئی ذہن میں مضمون نہیں ہوتا، کوئی حالات کی پروا نہیں ہوتی۔ قرآن کریم کھولتے جہاں سے کھل گیا، ایک دو چار آیات جن کی تفصیل بیان کر دی تو خیال آیا کہ جب

تفسیر بیان کی ہی رہے ہیں تو اسرار التنزیل کی شرح کیوں نہ کر دی جائے! چنانچہ ۲۰۰۵ء میں سورۃ فاتحہ سے شروع کر دی۔ اسرار التنزیل مجمل ہے، یہ مفصل ہے۔ وہ اجمالی سی ہے اس میں بنیادی نکات ہیں، اس میں تفصیلی بحث ہو گئی۔ تو یہ ۲۰۰۵ء میں ہم نے شروع کی۔ آج الحمد للہ بارہ سال بعد یہ اپنے نقطہ تکمیل کو پہنچ گئی۔ (10)

اکرم التفاسیر کی کل ۳۰ جلدیں ہیں۔ اکرم التفاسیر کی سب سے پہلے اشاعت اویسیہ کتب خانہ، لاہور سے ۲۰۱۳ء میں کی گئی۔ (پہلے پارے کی) اکرم التفاسیر کے آخری پارے کی اشاعت اویسیہ کتب خانہ، لاہور سے ۲۰۱۷ء میں کی گئی۔ اکرم التفاسیر کی تمام جلدیں کتابی شکل میں دستیاب ہیں۔

اکرم التفاسیر بہت سی خصوصیات کی حامل ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆ اس تفسیر کی سب سے ممتاز خصوصیات یہ ہے کہ یہ جمعۃ المبارک کے خطبات میں بیان کی گئی۔ یعنی افضل الایام کی پر نور ساعتوں میں اکرم التفاسیر بیان کی جاتی تھی۔

☆ اس تفسیر کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ اردو زبان میں ہے لہٰذا تمام لوگ اس کو با آسانی پڑھ اور سمجھ سکتے ہیں۔

☆ اکرم التفاسیر عام فہم ہے۔ اس میں آسان الفاظ استعمال کیے گئے ہیں تا کہ لوگوں کو پڑھنے اور سمجھنے میں دِقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

☆ یہ تفسیر مفصل ہے۔ دراصل اکرم التفاسیر 'اسرار التنزیل' کی تفصیل ہے۔ وہ اجمالی سی ہے اُس میں بنیادی نکات ہیں، اِس میں تفصیلی بحث بیان کی گئی ہے۔

"Akram-Al-Tafasir" is yet another of Hazrat Ameer Muhammad Akram Awan's MZA undertakings, The whole Tafsir were delivered mainly during Jumma tul Mubarak speeches and completed over 12 years in the Urdu language, in most simplistic language for every lay person to understand."(11)

مباحثِ سیرت

اکرم التفاسیر کی روشنی میں مباحث سیرت کا جائزہ مندرجہ ذیل ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کی بشارت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حضرت عیسی نے بشارت کی تھی جو کہ مندرجہ ذیل ہے

قرآن مجید کا ارشاد ہے:

"وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ"(12)

(اور جب عیسیٰ (علیہ السلام) ابن مریم (علیہا السلام) نے فرمایا، اے بنی اسرائیل ! بیشک میں تمہارے پاس اللہ کا پیغمبر ہوں۔ مجھ سے پہلے جو تورات آچکی ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور ایک پیغمبر کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے۔ ان کا نام احمد ﷺ ہو گا۔ پھر جب وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو وہ لوگ کہنے لگے یہ تو صاف صاف جادو ہے)

اس آیت کی تفسیر میں محمد اکرام اعوان بیان فرماتے ہیں کہ عیسیٰؑ نے قوم سے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور تمہاری طرف مبعوث ہوا ہوں۔ میں تم سے کوئی انوکھی بات نہیں کر رہا بلکہ مجھ سے پہلے جو نبیؑ مبعوث ہوئے اور ان پر نازل ہونے والی کتاب تورات کی تصدیق کر رہا ہوں۔ میں کوئی نئی بات نہیں کر رہا اللہ کی توحید، رسالت اور آخرت کی بات کر رہا ہوں۔ میں تم لوگوں کو ایک خوشخبری دے رہا ہوں کہ میرے بعد ایک عظیم رسولؐ مبعوث ہوں گے جن کا اسم مبارک احمد ﷺ ہو گا۔ ابھی میرے بعد بھی نبوت ہو گی اور ایک آخری عظیم رسولؐ مبعوث ہوں گے جن کا نام نامی احمد ﷺ ہو گا۔ عیسیٰؑ نے تورات میں نبی کریم ﷺ کی بے شمار نشانیوں کی تصدیق کی حتیٰ کہ اس میں صحابہ کرامؓ کی نشانیاں بھی بتائی گئیں۔(13) المختصر یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل ہی آپ کے متعلق بشارت فرمادی گئی تھی۔

تورات اور انجیل میں بشارت

تورات اور انجیل میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ"(14)

(جو لوگ ایسے پیغمبر جو نبی امی (حضرت محمد ﷺ) ہیں کی پیروی کرتے ہیں جن کے اوصاف وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔)

محمد اکرم اعوان اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

”اللہ تعالیٰ نے فرمایا، موسیٰ میری رحمت تو بڑی وسیع ہے لیکن اس کو لوٹنے والے ابھی دنیا میں نہیں آئے۔ بنی اسرائیل میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ جتنی میری رحمت میں وسعت ہے اس سے وہ جھولیاں بھر لیں ۔ میری رحمت کو وہ لوگ لوٹیں گے جن کا میرے ساتھ پیار ہو گا۔ یہ کام وہ کریں گے جو میرے نبی ﷺ امی کو مانیں گے۔ وہ کہیں گے جو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ کرنا ہے بات ختم۔“

محمد اکرم اعوان فرماتے ہیں کہ میرے نبی ﷺ کی تعریف تورات میں بھی لکھی ہے انجیل میں بھی لکھی ہے اور ایسے خوش نصیب بنی اسرائیل سے بھی ہوئے اور عیسائیوں میں سے بھی ہوئے جن کو جب حضور اکرم ﷺ مبعوث ہوئے تو نور ایمان نصیب ہو گیا۔ اور وہ اکابر صحابہؓ میں شامل ہو گئے۔ فرمایا کچھ لوگ ان میں سے بھی اس سعادت کو پائیں گے لیکن یہ رحمت وہی لوٹیں گے جو میرے نبی ﷺ کی اطاعت کریں گے۔“[15] المختصر یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ سابقہ الہامی کتب میں بیان کیے گئے ہیں۔

نزول وحی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی اقرا نازل کی گئی

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ o الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ "[16]

(اے حبیب ﷺ اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھیں جس نے (عالم کو) پیدا کیا انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا پڑھیے اور آپ کا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ نہیں جانتا تھا۔)

اس آیت کی تفسیر میں صاحب تفسیر لکھتے ہیں کہ

سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات وہ ہیں جن سے نزول وحی شروع ہوا۔ یہ قرآن کی سب سے پہلے نازل ہونے والی آیات ہیں اس وقت مکہ مکرمہ ایک چھوٹا سا شہر تھا اور آبادی حرم کے گرداگرد ہی تھی۔ وہ پہاڑ کافی دور تھا جس کی چوٹی پر غارِ حرا ہے۔ چوٹی پر سے ذرا آگے نکل کر پتھروں کی تنگنائی کے درمیان سے گزر کر غارِ حرا تک پہنچا جاتا ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا غار ہے۔

آپ ﷺ اکثر ستو اور پانی لے کر غار حرا میں تشریف لے جاتے اور وہاں فروکش رہتے تھے۔ ذکر وفکر، اللہ اللہ اور یاد الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ نبوت کا نور جو مزاجِ عالی میں تھا اس کا ظہور ہونے کا تھا۔ اسی مقام پر نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوا اور اسی جگہ حضور ﷺ مبعوث ہوئے۔ جبرائیل امین حاضر ہوئے اور وحی الٰہی کا نزول ہوا۔ یہ پہلی وحی اس بات کی دلیل ہے کہ ہر کام کی ابتداء رب جلیل کے نام نامی سے ہونی چاہیے۔ جب اللہ کے نام سے ابتداء کریں گے تو کوئی ایسا کام نہیں کریں گے جس سے اللہ کریم نے منع فرمایا۔(17)

دعوت دین

نزول وحی کے بعد دعوت دین کا مرحلہ آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو لوگوں کو دعوت دین کا حکم دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ"(18)

(اے (محمد ﷺ) کپڑا لپیٹنے والے انہیں پھر ڈرائیں (ہدایت کریں) اور اپنے پروردگار کی بڑائی کریں اور اپنے کپڑے پاک رکھیں۔)

اس آیت کی تفسیر میں صاحب تفسیر بیان فرماتے ہیں کہ ارشاد ہو رہا ہے کہ اے میرے حبیب ﷺ! اٹھیے، لوگوں کو دعوت الی اللہ دیجیے۔ لوگ ناعاقبت اندیش ہیں۔ ان کا عقیدہ اور کردار انہیں تباہی کی طرف لے جارہا ہے۔ اس کے خطرناک نتائج سے انہیں آج، اسی دارِ دنیا میں آگاہ فرمادیجئے۔

لوگوں کو بتائیے کہ ان کا رب کا کتنا عظیم ہے۔ ان کا خالق و مالک ہے۔ انہیں رزق دے رہا، پال رہا ہے۔ اسی نے زندگی دی وہی قوت دیتا ہے۔ انہیں بتائیے کہ مابعد الموت کی حیات ہے۔ وہاں کے حقائق اور

وہاں کی حقیقتیں انہیں آج کھول کر بتا دیں۔ انہیں بتائیں کہ اللہ کریم کتنے عظیم ہیں اور انسان کتنا محتاج ہے۔[19] اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانیہ طور پر اللہ کے دین کی تبلیغ شروع کر دی۔

ہجرت مدینہ

نبی کریم ﷺ نے ۱۳ سال مکہ مکرمہ میں گزارے۔ ہر قسم کے ظلم و ستم برداشت کیے اور پھر بھی اللہ کے دین کی دعوت دیتے رہے اور دینِ اسلام پر ڈٹے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ کی طرف ہجرت کی جس کو تاریخ اسلامی میں ہجرت مدینہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ"[20]

(اور (یاد کریں) جب کافر آپ کے لیے تدبیریں سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کر لیں یا آپکو قتل کر ڈالیں یا آپ ﷺ کو (ملک سے) نکال دیں اور وہ اپنی تدبیر کر رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر فرما رہے تھے اور اللہ سب سے بہتر تدبیر فرمانے والے ہیں۔)

مولانا محمد اکرم اعوان ہجرت مدینہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

نبی کریم ﷺ نے جو قوم پیدا فرمائی مکی زندگی میں تیرہ برس دنیا کا ہر دکھ انہوں نے سہا لیکن دامن توحید اور دامانِ رسالت کو نہیں چھوڑا بالآخر ایک وقت آیا اللہ کریم نے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت دی۔ فرمایا اگر بہت زیادہ تنگی آگئی ہے نا قابل برداشت ہو گئی ہے تو کچھ لوگ ہجرت کر جاؤ۔ چنانچہ پہلی ہجرت حبشہ کی طرف کی گئی۔ پھر مدینہ منورہ کے لوگ حاضر ہوئے، اسلام لائے حضور اکرم ﷺ کو مدینہ منورہ آنے کی دعوت دی۔

اہل مکہ نے ایک اجلاس بلایا جس میں تمام مشرک قبائل کے سردار، شہر کے چنے ہوئے لوگ شریک ہوئے وہ اتنا اہم اجلاس تھا کہ شیطان بھی ایک بوڑھے کی صورت میں اس اجلاس میں آیا۔ مشورہ یہ کہا گیا کہ اس تحریک کو کس طرح روکا جائے۔ کسی نے تجویز دی کہ حضور اکرم ﷺ کو گرفتار کر کے ایک مکان میں بند کر دیا جائے کہ وہ اپنی زندگی وہیں ختم کر کے دنیا سے چلے جائیں۔ دوسری تجویز یہ دی گئی کہ انہیں شہر سے نکال دیا جائے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو بے سروسامان کر کے شہر سے باہر کر دیا جائے۔ ابو جہل نے تجویز

دی کہ ہر قبیلہ کا ایک اچھا جنگجو لڑاکا اور زور آور جوان چنا جائے اور سب مل کر رات کو انہیں شہید کر دیں۔ جب وہ قتل ہو جائیں گے تو ان کا قبیلہ قصاص نہیں لے سکے گا کہ وہاں تو ہر قبیلے کا ایک ایک فرد ہو گا ایک کے بدلے میں کتنوں کو قتل کر سکیں گے۔ لا محالہ دیت کی بات آئے گی تو جتنی بھی وہ دیت مانگیں گے ہم سب قبائل جمع ہو کر دیت کی رقم ادا کر دیں گے۔ اس تجویز پر اتفاق کر لیا گیا۔ چنانچہ یہ طے کیا گیا کہ ہر قبیلے کا جوان مسلح ہو کر آئے گا رات کو چھپ کر آئیں گے حضور ﷺ کے مکان کو گھیر لیں گے صبح اٹھیں گے تو ہم باہر کھڑے ہوں۔ تو جب وہ اٹھیں گے۔ ہم شہید کر دیں گے۔ اندھیرا ہو گا کسی کو سمجھ نہیں آئے گی۔

چنانچہ سب آگئے اور مکان مبارک کو گھیرے میں لے لیا مسلح جوان ننگی تلواریں سونت کر کھڑے ہو گئے تو حضور ﷺ کو ارشاد ہوا کہ اب آپ ﷺ ہجرت کر جائیں۔ حضور اکرم ﷺ اٹھے اور سیدھے ابو بکر صدیقؓ کے دولت کدے پر جلوہ افروز ہوئے انہیں ساتھ لیا اور ہجرت فرما گئے۔ ادھر کفار تلواریں سونت کر کھڑے رہ گئے کہ حضور اکرم ﷺ بھی اٹھیں گے تو ہم شہید کر دیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"وَجَعَلْنَا مِنۢ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ"[21]

(اور کھڑی کر دی ہے ہم نے ان کے آگے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور اس طرح ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے لہٰذا وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے۔)

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے کفار کی آنکھوں پر پردے ڈال دیے نبی کریم ﷺ ان کے سامنے سے گزر کر گئے مگر وہ دیکھ نہ سکے اور تلواریں پکڑے کھڑے رہے۔

صبح سحری کو جب حضرت علیؓ اٹھے تو کفار نے دیکھا کہ بستر سے اٹھنے والے تو علیؓ تھے۔ حیران ہوئے کہ کیا عجیب بات ہے؟ انہوں نے حضرت علیؓ سے سوال کیا کہ محمد ﷺ کہاں ہیں؟ انہوں نے فرمایا تلواریں سونت کر پہرہ دینے پر تو تم کھڑے تھے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے میں تو اندر سو رہا تھا۔ انہوں نے پوچھا کیا وہ اندر ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اندر میرے سوا کوئی نہیں ہے۔ دیکھ لو۔ اندر تو کوئی بھی نہیں ہے۔ میں ہوں۔ کفار نادم و شرمندہ ہو گئے۔ پھر بھاگ دوڑ شروع ہوئی۔[22]

المختصر یہ کہ کفار کے ظلم و ستم اور سازشوں کے باوجود بھی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت سے مدینہ ہجرت فرما گئے۔

مسجد قبا کی تعمیر

مسجد قبا اسلام کی پہلی مسجد ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو تعمیر فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد چند دن قباء قیام فرمایا انہی دنوں میں مسجد قباء تعمیر فرمائی۔

الغرض بعد میں بھی نبی کریم ﷺ کبھی پیدل اور کبھی سواری پر شہر مدینہ سے مسجد قباء تشریف لایا کرتے تھے۔ مسجد قبا میں دو نفل رکعات ادا کرنے کا ثواب ایک مقبول عمر کے برابر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ"[23]

(البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس میں (نماز کے لیے) کھڑے ہوں اور اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔)

صاحب تفسیر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مسجدِ ضرار میں جانے سے منع فرمایا اور فرمایا اس مسجد میں جائیں جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ یہاں مسجدِ قباء مراد ہے۔ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ اور پرہیز گاری پر رکھی گئی اس بات کی مستحق ہے کہ آپ ﷺ اس میں نماز ادا فرمائیں۔

مسجد نبوی ﷺ کے تعمیر ہو جانے کے بعد بھی جب کہ حضور ﷺ مدینہ منورہ میں جلوہ افروزہ ہو چکے تھے پھر بھی کبھی کبھی آپ ﷺ قباء تشریف لے جاتے۔ آپ ﷺ کو اس مسجد سے محبت تھی اور عموماً ہفتہ کے روز آپ ﷺ وہاں رونق افروز ہوتے۔ ابھی تک مسجدِ قباء میں وہ جگہیں محفوظ ہیں جہاں حضور ﷺ نے صلوٰۃ ادا فرمائی۔ بعد میں اگرچہ مسجد میں توسیع کی گئی لیکن آپ ﷺ کے مصلی کی جگہیں محفوظ ہیں اور وہاں کتبے لگے ہوئے ہیں حاجی وہاں نوافل پڑھتے ہیں۔[24] المختصر یہ کہ مسجد قبا اسلام کی پہلی مسجد ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیر فرمائی۔

تحویل قبلہ

نبی کریم ﷺ صحابہ کرامؓ کے ساتھ نماز ادا فرمارہے تھے۔ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور قبلہ بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف کرنے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ اور باقی سب نے بھی دورانِ نماز ہی قبلہ رخ بیت اللہ کی طرف کرلیا۔ اس عمل کو تحویل قبلہ کہا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهٗ"[25]

(بے شک آپ کا چہرہ بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں۔ سو ہم ضرور آپ کو قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جدھر کی آپ کو خواہش ہے لہٰذا اپنا رخ مسجد حرام کی طرف پھیر دیں اور جہاں کہیں تم ہو اپنا رخ اس طرف پھیر لو۔)

صاحب تفسیر لکھتے ہیں کہ

نبی کریم ﷺ کو بیت اللہ شریف سے خالص الفت تھی اور جب بھی وقت ملتا حضور ﷺ بیت اللہ تشریف لے جاتے۔ اور اکثر دوپہر بھی بیت اللہ کے سائے میں جہاں آج کل حطیم ہے گزارا کرتے۔ آپ ﷺ کے دل میں یہ تمنا بھی تھی کہ ہمارا قبلہ بیت اللہ شریف ہو جائے اور اس آرزو کے ساتھ بار بار رخ انور اور نگاہیں آسمان کی طرف اٹھ جاتیں کہ شاید کوئی حکم آجائے، وحی آجائے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اپنا رخ مسجدِ حرام (بیت اللہ) کی طرف پھیر لیں اور فرمایا کہ مسلمانو! تم جہاں کہیں بھی ہو، نور ایمان جہاں تک پھیلے، دنیا کے دوسرے سرے تک چلا جائے، تم جہاں کہیں بھی عبادت کے وقت اپنا رخ مسجدِ حرام کی طرف کرلو۔[26] چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے قبلہ رخ بیت اللہ کی طرف کرلیا اور تمام مسلمانوں نے بھی آپ ﷺ کی پیروی کی۔

غزوہ بدر

غزوہ بدر اسلام کا پہلا غزوہ ہے۔ غزوہ بدر کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے

"اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ"[27]

(جب آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پروردگار فرشتوں کو حکم فرماتے تھے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں سو مومنوں کی ہمت بڑھاؤ میں ابھی کافروں کے دلوں میں رعب اور ہیبت ڈالے دیتا ہوں سو ان کی گردنیں مارو اور ان کے پور پور کو مارو۔ پس آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان کو قتل نہیں کیا لیکن اللہ نے ان کو قتل کیا اور جب آپ نے (خاک کی مٹھی) پھینکی تو آپ نے نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی اور تاکہ مومنوں کو اپنے احسانوں سے اچھی طرح آزما لیں یقیناً اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔)

صاحب تفسیر لکھتے ہیں کہ غزوہ بدر کا واقعہ چل رہا ہے انسانی تاریخ میں ظلم کے خلاف مظلوموں کی طرف سے جہاد اور مقابلے کا یہ پہلا بے مثل و بے مثال دن تھا۔ معاشرہ جور و ستم سے پُر تھا۔ کفر و شرک تھا اور ہر شخص جس کے پاس قوت یا طاقت تھی وہ دوسروں پر کمزوروں پر اپنی مرضی مسلط کرنے پر تلا ہوا تھا۔

ہجرت مدینہ کے بعد اسلام پھیلنے لگا۔ مشرکین مکہ کو فکر ہوئی مدینہ کے یہود اور منافقین نے مختلف خبریں پہنچائیں تو ایک تیاری کی گئی کہ مدینہ منورپر حملہ کر کے مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیا جائے یہ حق و باطل کا پہلا معرکہ تھا جس میں رب کریم کا ارشاد ہے کہ اللہ نے چاہا کہ کفر کی جڑ کٹ جائے اور حق کو غالب فرمائے۔ مکے کا لشکر بڑی تیاری سے آیا تھا مانے ہوئے جنگجو اور مکے کے اکثر سرداران اور قبائل کے سردار ساتھ تھے۔ مسلمان تین سو تیرہ تھے۔ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی شرف ہم رکابی میں ستر سواریاں، دس گیارہ تلواریں ، آٹھ زرہیں تھیں۔ اس حال میں معرکہ بدر برپا ہوا۔ میدان بدر میں مشرکین مکہ نے بلندی کی طرف زمین پر پڑاؤ لگا لیا اور قبضہ کر لیا۔ مسلمان تھوڑے سے نشیب میں آگئے جہاں ریت زیادہ تھی اور اس میں پاؤں دھنس جاتے تھے تو صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! اگر یہ جگہ وحی الٰہی سے متعین نہیں کی گئی تو ہمیں یہاں سے آگے بڑھ کر بدر کے پانی کے کنویں پر قبضہ کر لینا چاہیے۔ وہ جگہ نسبتاً بہتر ہے چنانچہ اسلامی لشکر نے آگے بڑھ کر پانی کے گرد ڈیرا لگا لیا۔ اور پانی پر قبضہ کر لیا او رایک طرف چھوٹی پہاڑی پر رسول اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے لیے سرکنڈوں کی ایک چھوٹی سی جھونپڑی بنا دی گئی۔ جس میں حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ ابو بکر صدیقؓ تھے جسے عریش بدر کہتے ہیں۔ جہاں اب ایک خوبصورت مسجد ہے۔ تو مقابلے سے پہلے اللہ کریم نے رات کو عجیب انتظام فرمایا کہ مسلمانوں پر نیند کی قسم ایک غنودگی سی بھیج دی جس نے انہیں بہت اطمینان و سکون بخشا اور کفار کے لشکر کی کثرت اور ان کے ہتھیاروں کی سجاوٹ اور ان کی طاقت ان کے خیال سے نکل

گئی اور اللہ پر ان کا بھروسہ مزید بڑھ گیا اور ثابت قدمی عطا ہوئی۔[28] المختصر یہ کہ اللہ کی رحمت سے مسلمانوں کو پہلے غزوے میں فتح عطا ہوئی اور کفار کو منہ کی کھانی پڑی۔

غزوہ احزاب

غزوہ احزاب کو تاریخ اسلامی میں غزوہ خندق کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

"يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا"[29]

(اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم پر لشکر چڑھ آئے تو ہم نے ان پر تیز ہوا بھیجی اور ایسے لشکر بھیجے جن کو تم نہیں دیکھ سکتے تھے اور جو کام تم کرتے ہو اللہ ان کو دیکھ رہا ہے۔)

صاحب تفسیر غزوہ احزاب کو بیان کرتے ہیں کہ یہود مدینہ نے مشرکین مکہ کو اکسایا بڑی گہری سازش کی گئی۔ یہود مدینہ کا حضور اکرم ﷺ سے معاہدہ تھا لیکن وہ اس معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مشرکین مکہ سے جا ملے۔ مختلف قبائل عرب کو بھی ساتھ ملایا اور کم و بیش پندرہ ہزار کا لشکرِ جرار تیار لیا۔ اس مرتبہ مسلمانوں کی طرف سے بھی ایک نئی حکمت عملی اپنائی گئی۔ خندق کھود کر مدینہ منورہ کی حفاظت کی گئی اس لیے اس غزوہ کو غزوہ خندق بھی کہتے ہیں۔ چونکہ اس جنگ میں کفار و مشرکین قبائل عرب اور یہود کے قبائل سب شامل تھے اس لیے اس کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ پر خندق کھودی گئی۔ جہاں تک امکان تھا کہ دشمن کہیں سے شہر میں داخل ہو سکتا ہے اس سارے علاقے میں خندق کھودی گئی۔ اس کے علاوہ باقی اطراف میں مکہ مکرمہ سے آنے والے راستوں میں یہود کے قلعے تھے، باغات تھے، تنگ راستے تھے۔ وہاں سے لشکر داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ مسلمانوں کے لشکر کی تعداد تین ہزار تھی۔ غزوہ خندق میں بہت سے معجزات کا ظہور ہوا۔ دوران کھدائی حضرت سلمان فارسیؓ کے سامنے ایک چٹان آ گئی جو باوجود کوشش کے نہ ٹوٹی۔ یہ بات بارگاہ نبوی میں پیش ہوئی۔ آپ ﷺ بنفس نفیس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے چٹان پر ضرب لگائی تو ایک حصہ ٹوٹ گیا۔ دوسری ضرب لگائی تو دوسرا حصہ ٹوٹ گیا۔ تیسری ضرب لگائی تو ساری چٹان ٹوٹ گئی۔ جگہ صاف ہو گئی۔

حضرت سلمان فارسیؓ نے بارگاہ نبوی میں عرض کی کہ اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے پہلی ضرب لگائی تو فوراً کا فوراہ نکلا۔ اس طرح تینوں مرتبہ نور اور روشنی کی چکا چوند تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے دیکھا؟ عرض کی کہ دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پہلی بار روشنی ہوئی تو مجھے یمن کے محلات اور خزانے دکھائے گئے۔ دوسری بار کسری فارس کے خزانے اور محلات دکھائے گئے تیسری مرتبہ قیصر روم کے محلات دکھائے گئے۔ ایسا ہی ہوا سب علاقے خلافت راشدہ میں فتح ہوئے اور ان کے خزانے مدینہ منورہ میں بانٹے گئے۔ مشرکین کا لشکر جب میدان جنگ میں پہنچا تو حیران رہ گیا کیونکہ عرب میں کوئی ایسا رواج نہیں تھا کہ مصنوعی رکاوٹ سے لشکروں کو روکا جائے۔ حیرت زدہ تھے کہ خندق کیسے عبور کریں۔ اس کوشش میں لگے رہے کہ کسی طرح پتھر برسائیں، تیر برسائیں اور خندق عبور کروائیں۔ مسلمان دفاع کرتے رہے کفار کی کوشش تھی کہ کسی طرح مسلمانوں کو پیچھے دھکیل دیا جائے اور اپنے لیے کوئی پار اترنے کی سبیل کر کے دوسری طرف پہنچ جائیں مسلمانوں کی بھرپور کوشش تھی کہ انہیں ایسا نہ کرنے دیا جائے۔ چنانچہ یہ لڑائی ایک ماہ تک جاری رہی۔[(30)]

اس کے بعد وہ معجزہ ہوا کہ کفار کو منہ کی کھانی پڑی۔ اللہ کریم نے تیز ہوائیں بھیج دیں جو سخت سرد تھیں اور اتنی تیز تھیں کہ کفار کے خیمے اکھیڑ دیے۔ ان کے چولہوں پر رکھی ہانڈیاں الٹ دیں۔ اور فرشتوں کے لشکر سے مسلمانوں کی مدد فرمائی۔ فرشتوں نے ان کی سواریوں کو کھول دیا، اونٹنیاں بھگا دیں۔ کفار سخت گھبرا گئے۔ بد دل ہو کر محاصرہ اٹھالیا اور واپس چلے گئے اور مسلمانوں کو ایک بڑی فتح نصیب ہوئی۔

واقعہ افک

نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی گئی جس کی برأت اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور میں نازل فرمائی۔ اس واقعہ کو واقعہ افک کہا جاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے کہ

"اِنَّ الَّذِيْنَ جَاۗءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِۍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ"[(31)]

محمد اکرم اعوان اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ (واقعہ افک) سن ۶ ہجری میں اس وقت پیش آیا جب نبی کریم ﷺ نے غزوہ بنو مصطلق سے واپسی کے دوران ایک جگہ قیام فرمایا۔ اس سفر میں حضرت عائشہؓ آپ کے ہمراہ تھیں۔ چونکہ قافلے رات کو سفر نہیں کیا کرتے تھے اور شام ہو چکی تھی تو

آپ ﷺ کا یہ قافلہ بھی مقیم ہوا۔ سحری کے وقت حضرت عائشہؓ اپنی حاجت کے لیے لشکر گاہ سے باہر چلی گئیں۔ اپنی بہن کا ہار جو عاریۃً لے گئی تھیں کھو بیٹھیں اسے تلاش کرنے میں وقت لگ گیا۔ اسی اثناء میں صحابہ نے سمجھا کہ آپ اندر تشریف فرما ہیں۔ آپؓ کا باپردہ کجاوہ اٹھا کر اونٹ پر رکھا اور اسے کس دیا۔ حضرت عائشہؓ چونکہ نازک اندام تھیں اور کجاوہ بھی وزنی تھا لہٰذا اٹھانے والوں کو یہ پتا نہ چلا کہ وہ خالی ہے۔ لشکر روانہ ہو گیا۔ اور آپؓ پیچھے رہ گئیں۔ آپؓ نے دانشمندی دکھائی اور جس جگہ خیمۂ نبوی تھا۔ جہاں آپ ﷺ ٹھہرے تھے آپؓ وہیں اپنی چادر اوڑھ کر لیٹ گئیں۔

یہ قاعدہ تھا کہ جہاں سے لشکر کوچ کرتا وہاں کسی ایک صحابی کو ذمہ داری سونپی جاتی کہ وہ اپنی سواری سمیت پیچھے جائے اور صبح سورج طلوع ہونے کے بعد لشکر گاہ کا معائنہ کرے تاکہ اگر کسی کی کوئی چیز وہاں رہ گئی ہو تو وہ لے کر لشکر سے آملے۔ حضرت صفوانؓ کو اسی مقصد کے لیے پیچھے چھوڑا گیا تھا۔ جب صبح طلوع ہوئی وہ لشکر گاہ میں گئے تو حضرت عائشہؓ خیمہ نبوی کی جگہ سو رہی تھیں۔ حضرت صفوانؓ کی نظر پڑی تو سمجھ گئے اور فوراً انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ آواز سن کر حضرت عائشہؓ اٹھ کر پردہ کر کے بیٹھ گئیں۔ حضرت صفوانؓ نے اپنا اونٹ ان کے پاس لا کر بٹھا دیا۔ آپ اس پر سوار ہو گئیں۔ انہوں نے اونٹ کی نکیل پکڑی اور آگے آگے دوڑا کر قافلے سے جا ملے۔ قافلے کے ہمراہ منافقین اور ان کا سردار عبد اللہ بن ابی بھی تھا۔ اس نے حضرت عائشہؓ پر تہمت تراشی اور اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرنے لگا۔ صحابہ کرامؓ میں سے بھی تین افراد اس کی باتوں میں آکر اس بات کو آگے بیان کرنے لگے۔ ان میں ایک صحابی حضرت حسان، حضرت مسطح اور ایک خاتون حمنہؓ شامل تھے۔ حضور اکرم ﷺ کو یہ سب سن کر شدید صدمہ ہوا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ دولت کدے پر تشریف لاتے، خیریت دریافت کر کے واپس تشریف لے جاتے۔ پہلے جیسا لطف و کرم، پیار و محبت نہ رہا۔ میں حیران تھی کہ آخر بات کیا ہے۔ ایک صبح آپ ام مسطحؓ کے ہمراہ باہر نکلیں تو انہوں نے آپؓ کو بتایا کہ بات ہو رہی ہے۔ آپؓ کو بہت دکھ ہوا اور آپؓ نے نبی کریم ﷺ سے والدین کے گھر جانے کی اجازت مانگی اور اپنے میکے تشریف لے گئیں۔ اس سارے عرصے میں نبی کریم ﷺ بہت رنجیدہ رہے۔ جب بہت دن گزر گئے۔ تو نبی کریم ﷺ کاشانۂ ابو بکر صدیقؓ پر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہؓ، ان کی والدہ ماجدہ اور والد حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی موجود تھے۔

آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا اے عائشہ! مجھے تمہارے متعلق ایسی بات کا پتہ چلا ہے اگر تم بری ہو تو اللہ عنقریب تمہاری برأت ظاہر فرمادے گا۔ اور اگر خدانخواستہ تم سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ تو اللہ سے مغفرت مانگو اور توبہ کرو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں لیٹی ہوئی تھی، اٹھ کر بیٹھ گئی اور عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! میں اپنی زبان سے کچھ نہیں کہتی نہ اقرار کرتی ہوں نہ انکار کرتی ہوں۔ میں اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑتی ہوں۔ اللہ قادر ہے وہ میری صفائی دے گا اور وہ بہتر جاننے والا ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں یہ عرض کر کے لیٹ گئی۔ نبی کریم ﷺ وہیں جلوہ افروز تھے کہ نزولِ وحی شروع ہو گیا۔ جب بھی نزول وحی کی کیفیت طاری ہو جاتی تو حضور ﷺ پر چادر سے پردہ کروا دیا جاتا تھا۔ نزول وحی ہوتا رہا اور جب مکمل ہوا تو حضور ﷺ نے رخ انور سے چادر ہٹائی اور مسکراتے ہوئے میری طرف دیکھا اور فرمایا عائشہ! مبارک ہو اللہ نے تمہیں بری کر دیا۔ تمہاری برات نازل فرمائی ہے۔(32) لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے برات نازل فرما کر حضرت عائشہؓ کو سرخرو فرمادیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پریشانی بھی دور فرمادی۔

بیعت رضوان

٦ ھ میں بیعت رضوان کا واقعہ ہوا۔ حدیبیہ میں جب یہ افواہ اڑی، مسلمانوں تک یہ بات پہنچی کہ اہلِ مکہ نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے خادمانِ رسالت سے بیعت لی۔ آپ نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر تمام جانثاروں سے بیعت لی کہ جب تک حضرت عثمان کا قصاص نہیں لیں گے اس جگہ سے نہیں ہلیں گے۔ اس بیعت کو بیعتِ رضوان کہتے ہیں کہ وہ درخت شجرۃ الرضوان کہلاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"لَقَدْ رَضِيَ اللهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا"(33)

(بے شک اللہ خوش ہوا ان ایمان والوں سے جو درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں میں جو خلوص تھا سو وہ بھی اللہ کو معلوم تھا پس اللہ نے ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں جلد فتح عطا فرما دی۔)

صاحب تفسیر فرماتے ہیں کہ حدیبیہ میں جب یہ مسلمانوں تک یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے خادمانِ رسالت سے موت پر بیعت لی۔ جب سب نے بیعت کر لی تو آخر میں نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک دوسرے دستِ مبارک میں دے کر فرمایا کہ میرا یہ ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بیعت میں شامل تمام مسلمانوں پر اپنی بارگاہ سے تسکین، سکون نازل فرمایا اور انہیں عنقریب بے شمار فتوحات کی خوشخبریاں سنائیں۔[34]

صلح حدیبیہ

صلح حدیبیہ اسلامی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے۔ یہ واقعہ فتح مکہ کا پیش خیمہ بھی تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا"[35]

(بے شک ہم نے آپ کو کھلم کھلا فتح دی)

صاحب تفسیر لکھتے ہیں کہ

"صلح حدیبیہ کا واقعہ ٦ ہجری میں پیش آیا۔ نبی کریم ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ مع صحابہ کرامؓ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، عمرہ ادا فرمایا اور احرام سے فارغ ہو کر بعض نے سر منڈائے اور بعض نے حلق کروایا اور قربانی کی۔ حضور ﷺ بیت اللہ میں داخل ہو گئے اور بیت اللہ کی چابی آپ ﷺ کے ہاتھ میں آئی۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنا خواب صحابہ کرامؓ کو بیان فرمایا تو ان کو بھی شوق ہوا۔ خود نبی کریم ﷺ کو بھی بیت اللہ سے بہت انس اور محبت تھی۔ لہٰذا آپ ﷺ ١٤٠٠ صحابہ کرامؓ کے ہمراہ عمرہ کے روانہ ہو گئے۔ جب آپ ﷺ حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو پتا چلا کہ آگے اہل مکہ کا لشکر خیمہ زن ہے۔ چنانچہ اہل مکہ سے وفود کے ذریعے بات چیت شروع ہوئی۔"[36]

بالآخر مسلمانوں اور اہل مکہ کے درمیان ایک معاہدہ طے پا گیا جسے تاریخ اسلامی میں صلح حدیبیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

فتح مکہ

۸ ہجری کو فتح مکہ پیش آیا جسے فتح عظیم بھی کہا جاتا ہے اس غزوے کی بدولت مسلمانوں کو شہر مکہ پر فتح نصیب ہوئی۔ اس غزوہ کا سبب قریش مکہ کی جانب سے اس معاہدہ کی خلاف ورزی تھی جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان ہوا تھا۔

صلح حدیبیہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ"[37]

(جب اللہ کی مدد آئی اور فتح حاصل ہو گئی)

یہاں پر الفتح سے مراد فتح مکہ ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عظیم فتح نصیب فرمائی۔ فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے سب کو معاف کر دیا۔ فرمایا کہ آج کے دن کسی پر کوئی مواخذہ نہیں۔ یہاں تک کہ ابو سفیان کے گھر کو دارالامان بھی قرار دے دیا۔

فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ بتوں کو اپنے پاس موجود تیر سے گراتے جاتے اور پڑھتے جاتے تھے کہ

"وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا"[38]

(اور اعلان کر دو کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا یقیناً باطل تو ہے ہی مٹنے والا)

المختصر یہ کہ اللہ کی رحمت و برکت سے مسلمانوں کو فتح مکہ حاصل ہوئی۔

نبی کریم ﷺ کا وصال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العزت کی طرف سے تفویض کردہ کام احسن طریقے سے انجام دے دیا تھا لہٰذا اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت آپہنچا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ٥ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ٥ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا"[39]

(جب اللہ کی مدد آئی اور فتح حاصل ہو گئی اور آپ نے دیکھا کہ لوگ غول کے غول اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ تسبیح کریں اور اس سے مغفرت مانگیں۔ بے شک وہ معاف کرنے والا ہے۔)

صاحبِ تفسیر لکھتے ہیں کہ اس سورۃ کا نزول فتح مکہ کے موقعہ پر ہوا۔ یہ سورۃ نبی کریم ﷺ کے وصالِ کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے۔

اس سورت کے نزول کے دو سال بعد حضور اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا۔ بعض صحابہ کرامؓ نے اس سے یہ اخذ کیا کہ اس میں حضور ﷺ کے وصال کی پیشگوئی ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کے کام کی تکمیل کا ذکر آ گیا۔

جب حضور اکرم ﷺ کا کام مکمل ہو گیا تو پھر یہ دنیا اس قابل نہیں کہ حضور ﷺ اس میں قیام فرمائیں حضور اکرم ﷺ جس مقصدِ کے لیے مبعوث فرمائے گئے تھے وہ کارِ عظیم تکمیل کو پہنچ رہا تھا۔ آپ ﷺ نے بہت بڑا انقلاب برپا کر دیا۔ ان آخری دو سالوں میں تقریباً پورا جزیرۂ نمائے عرب اسلام میں داخل ہو گیا۔ وہاں عملی طور پر اسلامی نظام نافذ ہوا۔ انصاف فراہم ہوا۔ گورنر، قاضی مقرر ہوئے۔ نظام زکوٰۃ نافذ ہوا۔ تعلیم و تعلم، معیشت و معاشرت ہر شعبۂ زندگی مکمل ہوا۔

ایک وہ وقت تھا کہ جب بعثت عالی ہوئی تو روئے زمین پر آپ ﷺ اکیلے اللہ کا نام لینے والے تھے۔ ایک وہ وقت آیا کہ بہت بڑی اسلامی حکومت بن گئی۔ اللہ کے بندوں پر اللہ کا دین عملی صورت میں نافذ ہو گیا۔[40] المختصر یہ کہ ہر طرف دین اسلام کا بول بالا ہو گیا۔

نتیجہ بحث

مذکورہ بالا بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ایک سمندر کی مانند ہے جو کہ اپنے اندر بیش بہا خزانہ سموئے ہوئے ہے۔ محمد اکرم اعوان نے اس خزانے کو ہم تک پہنچانے کی ادنی سی کاوش کی ہے۔ آپ نے اپنی تفسیر اکرم التفاسیر میں مباحث سیرت کو بیان کیا ہے۔ مفسر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور حیات کے واقعات کو بڑے اچھے انداز میں قلمبند کیا ہے۔

محمد اکرم اعوان نے عام فہم انداز میں مباحث بیان کیے ہیں جو کی ہر انسان بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مصادر و مراجع

1. آصفہ اکرم، ڈاکٹر، الشیخ حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوانؒ بحیثیت مترجم قرآن، مشمولہ: المرشد (مدیر: عبد القدیر اعوان)، ج ۴۱، شمارہ ۴، چکوال، دار العرفان، دسمبر ۲۰۱۹، ص: ۸

Asifa Akram, Dr, Alsheikh Hazrat Maulana Ameer Muhammad Akram Awan as Mutrajam Quran, Mashmola: Almurshad (Editor: Abdul Qadeer Awan), vol.41, Issue.04, Chakwal, Dar-ul-irfan, December 2019, p.8

2. آصفہ اکرم، ڈاکٹر، الشیخ حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوانؒ بحیثیت مترجم قرآن، مشمولہ: المرشد (مدیر: عبد القدیر اعوان)، ج ۴۱، شمارہ ۴، چکوال، دار العرفان، دسمبر ۲۰۱۹، ص: ۱

Asifa Akram, Dr, Alsheikh Hazrat Maulana Ameer Muhammad Akram Awan as Mutrajam Quran, Mashmola: Almurshad (Editor: Abdul Qadeer Awan), vol.41, Issue.04, Chakwal, Dar-ul-irfan, December 2019, p.1

3. بشریٰ اعجاز، رہ نوردِ شوق، شام کے بعد، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص: ۲۲۰

Bushra Ijaz, Rah-Noward-e-Shoq, Sham k baad, Lahore, 2000, p.220

4. ایضاً، ص: ۴۷

Ibid, p.47

5. ایضاً، ص: ۵۳

Ibid, p.53

6. آصفہ اکرم، ڈاکٹر، الشیخ حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوانؒ بحیثیت مترجم قرآن، مشمولہ: المرشد (مدیر: عبد القدیر اعوان)، ج ۴۱، شمارہ ۴، چکوال، دار العرفان، دسمبر ۲۰۱۹، ص: ۱۔۲

Asifa Akram, Dr, Alsheikh Hazrat Maulana Ameer Muhammad Akram Awan as Mutrajam Quran, Mashmola: Almurshad (Editor: Abdul Qadeer Awan), vol.41, Issue.04, Chakwal, Dar-ul-irfan, December 2019, p.1-2

7. ادارہ نقشبندیہ اویسیہ، تعارف مولانا محمد اکرم اعوان، دار العرفان، منارہ چکوال، س ن، ص: ۱۔۲

Idarah Naqshbandia Awaisia, Taaruf Maulana Muhammad Akram Awan, Dar-ul-irfan, Munara Chakwal, year unknown, p.12

8. آصفہ اکرم، ڈاکٹر، الشیخ حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوانؒ بحیثیت مترجم قرآن، مشمولہ: المرشد (مدیر: عبد القدیر اعوان)، ج ۴۱، شمارہ ۴، چکوال، دار العرفان،، دسمبر ۲۰۱۹، ص: ۱۰

Asifa Akram, Dr, Alsheikh Hazrat Maulana Ameer Muhammad Akram Awan as Mutrajam Quran, Mashmola: Almurshad (Editor: Abdul Qadeer Awan), vol.41, Issue.04, Chakwal, Dar-ul-irfan, December 2019, p.10

9. www.hamriweb.com/articles, Dated: 31-05-2022, Time, 11:14 PM

10. اعوان، محمد اکرم، مولانا، اکرم التفاسیر، اویسیہ کتب خانہ، لاہور، ۲۰۱۹ء، ج:۱، ص:۳

Awan, Muhammad Akram, Maulana, Akram-al-Tafasir, Awaisia Kutab Khana, Lahore, 2019, vol.1, p.3

11. www.naqshbandiaowaisiah.org, Dated: 13-07-2022, Time: 8:17pm

12. الصف(۶۱)۶

Al-Saff – 61:6

13. اعوان، محمد اکرم، مولانا، اکرم التفاسیر، اویسیہ کتب خانہ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ج:۲۸، ص:۱۱۱

Awan, Muhammad Akram, Maulana, Akram-al-Tafasir, Awaisia Kutab Khana, Lahore, 2017, vol.28, p.111

14. الاعراف(۷)۱۵۷

Al-A'raf – 7:157

15. اعوان، محمد اکرم، مولانا، اکرم التفاسیر، اویسیہ کتب خانہ، لاہور، ۲۰۱۲ء، ج:۹، ص:۱۱۴، ۱۱۵

Awan, Muhammad Akram, Maulana, Akram-al-Tafasir, Awaisia Kutab Khana, Lahore, 2012, vol.9, p.114-115

16. العلق(۹۶)۱۔۵

Al-Alaq – 96:1-5

17. اعوان، محمد اکرم، مولانا، اکرم التفاسیر، اویسیہ کتب خانہ، لاہور، ۲۰۱۲ء، ج:۳۰، ص۸۶۔۱۰۳

Awan, Muhammad Akram, Maulana, Akram-al-Tafasir, Awaisia Kutab Khana, Lahore, 2012, vol.30, p.86-103

18. المدثر(۷۴)۱۔۴

Al-Muddathir – 74:1-4

19. اعوان، محمد اکرم، مولانا، اکرم التفاسیر، اویسیہ کتب خانہ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ج:۲۹، ص:۱۷۶

Awan, Muhammad Akram, Maulana, Akram-al-Tafasir, Awaisia Kutab Khana, Lahore, 2017, vol.29, p.176

20. الانفال(۸)۳۰

Al-Anfal – 8:30

21. یٰسین(۳۶)۹

Yaseen – 36:9

22. اعوان، محمد اکرم، مولانا، اکرم التفاسیر، اویسیہ کتب خانہ، لاہور، ۲۰۱۲ء، ج:۹، ص:۲۹۹۔۳۰۱

Awan, Muhammad Akram, Maulana, Akram-al-Tafasir, Awaisia Kutab Khana, Lahore, 2012, vol.9, p.299-301

23. التوبہ(۹)۱۰۸

Al-Tawba – 9:108

24. اعوان، محمد اکرم، مولانا، اکرم التفاسیر، اویسیہ کتب خانہ، لاہور، ۲۰۱۳ء، ج:۱۱، ص:۴۵، ۴۶

Awan, Muhammad Akram, Maulana, Akram-al-Tafasir, Awaisia Kutab Khana, Lahore, 2013, vol.11, p.45-46

25. البقرۃ(۲)۱۴۴

Al-Baqarah – 2:144

26. اعوان، محمد اکرم، مولانا، اکرم التفاسیر، اویسیہ کتب خانہ، لاہور، ۲۰۱۸ء، ج:۲، ص۳۶۔۳۷

Awan, Muhammad Akram, Maulana, Akram-al-Tafasir, Awaisia Kutab Khana, Lahore, 2018, vol.2, p.36-37

27. الانفال(۸)۱۲۔۱۷

Al-Anfal – 8:12-17

28. اعوان، محمد اکرم، مولانا، اکرم التفاسیر، اویسیہ کتب خانہ، لاہور، ۲۰۱۲ء، ج:۹، ص:۲۵۸، ۲۵۹

Awan, Muhammad Akram, Maulana, Akram-al-Tafasir, Awaisia Kutab Khana, Lahore, 2012, vol.9, p.258-259

29. الاحزاب(۳۳)۹

Al-Ahzab –33: 9

30. اعوان، محمد اکرم، مولانا، اکرم التفاسیر، اویسیہ کتب خانہ، لاہور، ۲۰۱۶ء، ج:۲۰، ۲۱، ص:۲۱۱۔۲۱۵

Awan, Muhammad Akram, Maulana, Akram-al-Tafasir, Awaisia Kutab Khana, Lahore, 2016, vol.20-21, p.211-215

31. النور(۲۴)۱۱۔۲۰

Al-Noor – 24:11-20

32. اعوان، محمد اکرم، مولانا، اکرم التفاسیر، اویسیہ کتب خانہ، لاہور، ۲۰۱۵ء، ج:۱۸، ص:۱۳۰۔۱۳۲

Awan, Muhammad Akram, Maulana, Akram-al-Tafasir, Awaisia Kutab Khana, Lahore, 2015, vol.18, p.130-132

33. الفتح (۴۸) ۱۸

Al-Fatah – 48:18

34. اعوان، محمد اکرم، مولانا، اکرم التفاسیر، اویسیہ کتب خانہ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ج:۲۶، ص:۱۴۲

Awan, Muhammad Akram, Maulana, Akram-al-Tafasir, Awaisia Kutab Khana, Lahore, 2017, vol.26, p.142

35. الفتح (۴۸) ۱

Al-Fatah – 48:1

36. اعوان، محمد اکرم، مولانا، اکرم التفاسیر، اویسیہ کتب خانہ، لاہور، ۲۰۱۷ء، ج:۲۶، ص:۱۱۰۔۱۱۶

Awan, Muhammad Akram, Maulana, Akram-al-Tafasir, Awaisia Kutab Khana, Lahore, 2017, vol.26, p.110-116

37. النصر (۱۱۰) ۱

Al-Nasr – 110:1

38. بنی اسرائیل (۱۷) ۸۱

Bani Israil – 17:81

39. النصر (۱۱۰) ۱۔۳

Al-Nasr – 110:1-3

40. اعوان، محمد اکرم، مولانا، اکرم التفاسیر، اویسیہ کتب خانہ، لاہور، ۲۰۲۱ء، ج ۳۰، ص:۱۱

Awan, Muhammad Akram, Maulana, Akram-al-Tafasir, Awaisia Kutab Khana, Lahore, 2021, vol.30, p.11